اسلامی تحریکیں

اخوان المسلمون: تحریکی اور عالمی مسائل

نئے مرشد عام استاذ مامون الھضیبی سے انٹرویو

ترجمہ: حافظ محمد عبداللہ

سوال: کیا نائب مرشد عام نوجوان نسل سے لینے کی بات بھی ہو رہی ہے؟

مرشد عام: ہمارے دستور کے مطابق نائب چننے کا اختیار مرشد عام کو حاصل ہے' وہ جسے چاہے اپنا نائب منتخب کر لے۔ اب' جب کہ ہم مرشد عام کے انتخاب سے فارغ ہو چکے ہیں عنقریب نائب کے نام کا اعلان بھی کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اخوان المسلمون میں نئی نسل کے کردار کی بات ہے تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اخوان کی قیادت حتیٰ کہ فیصلہ ساز ادارے مکتب الارشاد' میں بھی نوجوان موجود ہیں اور فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ میں یہاں ڈاکٹر عبدالمنعم عبدالفتاح کی مثال دوں گا۔ انھیں تقریباً سات سال قبل ۱۹۹۵ء میں قاہرہ میں ہونے والے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مکتب الارشاد کا رکن منتخب کیا گیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۴۴ برس تھی۔ مکتب الارشاد کی ساری قیادت باقاعدہ جمہوری طریقے سے منتخب شدہ ہے۔

○ کہا جا رہا ہے کہ جماعت کے اندر مختلف پالیسیوں پر اختلاف موجود ہے' اور جماعت کی صفوں میں نئی نسل اور پرانی نسل کے درمیان کش مکش جاری ہے؟

❑ اختلافات کی سب خبریں بالکل بے بنیاد اور اس بڑے منصوبے کا حصہ ہیں جو ہمارے خلاف جاری پروپیگنڈا وار اور نفسیاتی جنگ کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں اور نہ کوئی ایسی جماعت ہی ہیں جس میں مناصب کے لیے لڑائی جھگڑے ہوتے

ہیں۔ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ اخوان کی سوچ اور طریقہ کار سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ ایک اور اہم حقیقت کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں کہ ملک کے عام شہریوں کو حاصل آزادیاں اور حقوق بھی ہم سے چھین لیے گئے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر بھولنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اخوان المسلمون اس وقت بے پناہ دباؤ، انتہائی رکاوٹوں اور دھونس دھاندلی کی فضا میں کام کر رہی ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہم اخوان پر عائد پابندیوں کو تو بھول جائیں اور مرشد عام اور نائب مرشد عام کے انتخاب اور کردار پر بات شروع کر دیں؟ تاہم اخوان المسلمون نے اپنے بہترین نوجوانوں کو بڑی بڑی ذمہ داریوں پر فائز کیا ہے تاکہ وہ بھی کام کا وسیع تجربہ حاصل کرلیں۔

نوجوان مکتب الارشاد میں بھی موجود ہیں اور پیشہ ور تنظیموں اور پارلیمانی پارٹی میں بھی۔ بطور مثال میں میڈیکل ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عصام العریان کا نام لوں گا۔ انھیں اخوان المسلمون نے سیشن ۱۹۸۷ء کے لیے پارلیمنٹ میں اپنا امیدوار نامزد کیا تھا۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ کامیاب ہوکر پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس میں بھی شریک ہوئے۔ کیا آپ جانتے ہیں ان کی عمر اس وقت کیا تھی؟ صرف ۳۱ برس۔ یہ مثال ان لوگوں کے اعتراضات کا شافی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ اخوان نوجوانوں کے فعال کردار کے مخالف اور ان کے آگے آنے میں حائل ہیں۔

❍ کیا جماعت کے باقاعدہ ترجمان کا نام بھی طے ہو چکا ہے؟

❑ حقیقت یہ ہے کہ اخوان المسلمون میں اس نام کا کوئی منصب نہیں ہے۔ مرشد عام ہی معاملات سے بہتر انداز میں واقف ہوتے ہیں اس لیے دستور اور ضابطے کے مطابق جماعت اور اس کی پالیسیوں کے ترجمان بھی وہی ہوتے ہیں۔ اسی طریقۂ کار پر امام حسن البنا شہید، محترم حسن الہضیبی اور استاذ عمر التلمسانی رحمہم اللہ کے ادوار میں عمل ہوتا رہا ہے۔

❍ لیکن ۱۰ برس تک ذرائع ابلاغ پر آپ کا نام بطور ترجمان لیا جاتا رہا ہے؟

❑ جی ہاں! ہمارا دستور مرشد عام کو یہ اختیار بھی دیتا ہے کہ وہ کسی کو اپنا یا جماعت کا ترجمان مقرر کریں۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ باقاعدہ ترجمان مقرر کرنے کی روایت استاذ

حامد ابوالنصرؒ کے دور میں پڑی۔ اس کا بھی ایک عجیب قصہ ہے۔ جنگِ خلیج کے دوران جب عالمی ذرائع ابلاغ نے اخوان المسلمون کے موقف سے آگاہ رہنے کا خصوصی اہتمام کیا تو خبر رساں ایجنسیوں' اخبارات اور عالمی ریڈیو ٹی وی کے نمایندوں کا مرکزی دفتر میں تانتا بندھ گیا۔ جسے دیکھو مرشد عام کا بیان یا انٹرویو لینا چاہتا ہے۔ مرشد عام اس سے بڑی تھکاوٹ اور بوجھ محسوس کرتے۔ ایک دن ایک نیوز ایجنسی کا نمایندہ مرشد عام سے ملنے کے لیے دفتر میں آیا۔ جب وہ مجھ تک پہنچا تو پوچھنے لگا: کیا جماعت میں نمبر ایک آپ ہی ہیں؟ میں نے کہا: اول تو کیا میری حیثیت تو ثانوی بھی نہیں ہے۔ نمایندہ کہنے لگا: میں تو صفِ اول کے قائد سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر میں نے ناظم دفتر مرحوم ابراہیم شرف کو مہمان کی رہنمائی کرنے اور استاذ حامد ابوالنصرؒ سے ملوانے کے لیے کہا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ صحافی پھر میرے سامنے کھڑا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی کیا معاملہ ہوا ہے؟ اخباری نمایندے نے بتایا کہ مرشد عام کہتے ہیں کہ ہضیبی سے انٹرویو کرو' وہی نمبر ایک ہے۔ انٹرویو کی تکمیل کے بعد استاذ ابوالنصر نے اپنی اور جماعت کی ترجمانی کا فریضہ مستقل طور پر مجھے سونپ دیا۔ اس دن سے لے کر پانچویں مرشد عام استاذ مصطفیٰ مشہورؒ کی وفات تک میں ہی جماعت کا باقاعدہ ترجمان رہا ہوں۔

○ آپ جماعتی ڈھانچے میں پڑنے والی دراڑوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر جماعت کے اندر سے جو نئی فکری لہریں اٹھ رہی ہیں اور نئی نئی تنظیمیں وجود میں آرہی ہیں' ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ جماعت ان لہروں کو اپنے اندر سمونے کی استطاعت نہیں رکھتی؟

❑ جس دعوت سے لاکھوں افراد وابستہ ہوں اور جسے دعوتی کام کرتے ہوئے ایک طویل عرصہ بیت چکا ہو اس کے اتنے طویل سفر میں اس کے حامیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ دوران سفر بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جب چند رفقا اصل دھارے کو چھوڑ کر منزل تک پہنچنے کے لیے نیا راستہ اور نیا منہج اختیار کر لیتے ہیں اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دیتے ہیں۔ اس فطری عمل کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کسی طور پر بھی درست نہیں' اور ان اختلافات کو جماعت کے وجود کے لیے عظیم خطرات سے تعبیر کرنا خام

خیالی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جہاں تک جماعتی نظم وضبط کا تعلق ہے تو اسے آپ پوری دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اخوان المسلمون کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یونٹس وہاں کے عوام کو متحرک کرنے والی واحد حقیقی' اور فعال سیاسی قوت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عناصر جنھیں اپنا اور اپنی کرسیٔ اقتدار کا خوف لاحق ہوتا ہے اس منظّم قوت کو کنٹرول کرنے اور عامتہ الناس کو اس سے دور رکھنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

❍ اخوان المسلمون اور عرب ممالک کی حکومتوں کے درمیان تعلقات کا مستقبل آپ کی نظر میں کیا ہے؟ کیا شام اور تیونس کی مانند تعلقات میں تصادم اور جمود کی موجودہ کیفیت برقرار رہے گی؟ یا آنے والے چند برسوں میں آپ کی حکمت عملی میں بنیادی فرق آئے گا؟

❑ میں دوبارہ کہوں گا کہ ہم کسی سے تصادم نہیں چاہتے' خاص طور پر اپنے ممالک کی حکومتوں سے تو بالکل بھی نہیں۔ ہم بھی اور دنیا بھر میں موجود اخوان المسلمون کے تمام یونٹس بھی اسی اصول پر عمل پیرا ہیں ۔حکومتوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کا انحصار بڑی حد تک ان ممالک کی حکومتوں پر ہے۔ ہم دنیا بھر کی اسلامی اور عرب حکومتوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے عوام کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کریں' اور اپنے عوام کو منصفانہ ترقی' حقیقی آزادی اور حریت کے یکساں مواقع فراہم کریں۔

❍ اخوان المسلمون کو کسی عرب ممالک میں اب تک قانونی حیثیت کیوں حاصل نہیں ہو پائی؟

❑ یہ سوال تو ان ممالک پر مسلط حکومتوں سے کرنے کا ہے جن کا بدنما چہرہ پکار پکار کر ان کے ظلم وستم کا اعلان کر رہا ہے یا جو ظلم وستم سے داغ دار چہرے کو نام نہاد جمہوری پردے میں چھپانے کی کوشش کرتی ہیں۔ بار ہا اعلان کیا جا چکا ہے کہ ہم ۲۴ گھنٹے کے مختصر نوٹس پر قانونی اور دستوری تقاضوں پر پورا اترنے والی سیاسی جماعت بن سکتے ہیں اور اگر موقع ملے تو مصر ہی نہیں بلکہ الجزائر' سوڈان' یمن' اردن' لبنان اور کویت میں بھی قانونی تقاضوں پر پورا اترنے والی پہلی جماعت ہم ہی ہوں گے۔

❍ ایک ایسے وقت میں' جب کہ امریکہ اسلام اور اسلامی تحریکوں کے گرد دائرہ تنگ

کر رہا ہے الجزائر' بحرین' پاکستان اور مراکش میں اسلام پسندوں کی نمایاں کامیابی اور ترکی میں تقریباً دو تہائی اکثریت سے برسر اقتدار آنے کی آپ کیا توجیہہ کریں گے؟

❑ اسلام پسندوں کی یہ کامیابیاں اس بات کی دلیل ہیں کہ امت میں بیداری کا عمل جاری و ساری ہے اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود اپنے دین کا محافظ ہے۔ جان لینا چاہیے کہ اقوام عالم کی ضرورت صرف اور صرف اسلام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ورلڈ آرڈر دنیا کے مسائل کا حل نہیں۔ جبر وقہر کا ہر ہتھیار اور عقیدۂ اسلامی کو مٹانے' مغربیت زدگی کو عام کرنے اور مسلمانوں کو افتراق و انتشار سے دوچار کرنے کی ہر کوشش کا انجام مکمل ناکامی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مسلم حکومتوں کو چاہیے کہ اپنے رویے پر نظر ثانی کریں اور اپنی صفوں میں انتشار وافتراق کے بیج بونے اور اپنے اور حاملین دعوت اسلامی کے مابین فاصلوں کو ہرگز نہ بڑھنے دیں۔ ہمارا پختہ خیال ہے کہ انتخابات خواہ دنیا میں کہیں پر بھی ہوں اگر منصفانہ ہوئے تو ان شاء اللہ اسلام پسند ہی کامیاب ہوں گے۔ اپنے حکمرانوں کو چننے کا اصل حق عوام کو ہی حاصل ہے۔ اگر عوام ہی اپنے حکام کے انتخاب کا حق رکھتے ہیں اور عوام اور حکام کے درمیان تعاون ضروری ہے تو پھر باہم اتحاد و یک جہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے نہ کہ ایسی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی کا جس سے قوتیں ضائع جائیں اور ملک ترقی کی بجائے تنزل کی طرف بڑھنے لگے۔

عبداللہ گل کی حکومت ہمارے لیے خوش خبری ہے۔ انصاف و ترقی پارٹی کو استنبول جیسے بڑے شہر کی مالی حالت سدھارنے کا کامیاب تجربہ بھی حاصل ہے اور پارٹی کے پاس مختلف علوم کے بہت سے ماہرین بھی موجود ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی ثابت قدمی کے لیے دعاگو ہیں۔

❍ آپ کی جماعت کا فلسطین کی تحریک مزاحمت کے بارے میں کیا موقف ہے؟ اور فلسطینی عوام کی مدد کے لیے اب تک آپ نے کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟

❑ ذرائع ابلاغ ہم سے ایسا معاملہ کرتے ہیں جیسے ہم کوئی حزب اقتدار ہوں اور سیاسی قوت کی باگیں بھی ہمارے ہی پاس ہوں' اور ہم سے اس طرح کے سوالات شروع کر دیتے ہیں کہ آپ نے اس مسئلے کے حل کے لیے کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟ ذرائع ابلاغ اس حقیقت کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں کہ ہمیں ہر قسم کے سیاسی حقوق سے محروم کر دیا گیا

ہے۔ جہاں تک مسئلہ فلسطین کا تعلق ہے' ہمارے نزدیک اس مسئلے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ہمارے دین کا جز بھی ہے اور اس کے لیے مدد بھی ہم پر فرض ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز ہم سے اس بارے میں پوچھا جانا ہے۔ اور قیامت کے دن یقیناً تمام حکمرانوں سے بھی ضرور پوچھا جائے گا کہ اس معاملے میں کیوں کوتاہی کی اور فلسطینیوں کو دشمن کا تر نوالہ بننے کے لیے کیوں تنہا چھوڑ دیا کہ شارون اور اس کے حواری جب چاہیں انھیں گرفتار اور قتل کرتے پھریں۔

○ اگر فلسطینی مسلمانوں کی مدد کے لیے جہاد کی کوئی عملی صورت سامنے آئے تو آپ کا اقدام کیا ہوگا؟

❑ اگر جہاد کا موقع آیا اور فلسطینی مسلمانوں کو نوجوانوں کی ضرورت پڑی تو ہم اپنے بہترین بیٹے اس راہ میں قربان کر دیں گے۔ میرے خیال کے مطابق فلسطینی مسلمانوں کو اس وقت نوجوانوں کی نہیں بلکہ طبی' مالی اور فوجی اسلحے کی صورت میں مدد کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ وہ زندہ رہ سکیں اور یہودیوں کی طرف سے اجاڑے گئے گھر' کھیت وکھلیان کو نئے سرے سے آباد کر سکیں۔ انھیں میڈیا کی اور عامۃ الناس کی تائید وحمایت کی بھی ضرورت ہے' اس لیے کہ یہ بھی ایک طرح کا ہتھیار ہیں۔ فلسطینیوں کی حمایت میں نکلنے والے یہ مظاہرے اور ریلیاں بالواسطہ طور پر حکمرانوں کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ اس مسئلے کے حل کے لیے عملی اقدامات کریں۔ اگر ہمیں سیاسی آزادیاں میسر ہوں تو ہم ایک جگہ اکھٹے ہوکر اپنے بھائیوں کی حقیقی ضروریات سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان کی اہم ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پیش رفت بھی کر سکتے ہیں۔ اگر مصری قوم کو موقع دیا جائے تو وہ اس خطے کی تمام اقوام کی رہنمائی کر سکتی ہے۔

○ امریکہ کی طرف سے عراق کے خلاف جنگ کی دھمکی کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

❑ ہم عراق کے مظلوم عوام کے شانہ بشانہ ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس حملے کا اصل ہدف عراقی عوام کو امریکہ کی طاقت و جبر کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینا ہے۔ عراق کی تباہی دراصل اسرائیلی طاقت میں اضافے کے مترادف ہے۔ بار بار کی ہمہ پہلو تفتیش کے بعد بھی امریکہ اب

تک ایسے ٹھوس شواہد اکٹھے کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ جنھیں عراق پر حملے کے جواز میں پیش کیا جا سکے۔

○ ۱۱ستمبر کے حادثے کے بعد ایک بڑی اسلامی پارٹی ہونے کی حیثیت سے عالمی سطح پر آپ اپنے آپ کو کس سیاسی مقام کا حامل پاتے ہیں؟

❑ امریکہ نے ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثے کا اسلامی نظریہ حیات وعقائد' اسلام' مسلمان اقوام اور ان کی ریاستوں پر حملے کے لیے بدترین استعمال کیا ہے۔ ان امریکی اقدامات سے بدنیتی' تعصب اور پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی واضح طور پر جھلکتی نظر آتی ہے۔ اس کی یہ نفرت آمیز کارروائیاں مسلمانوں کی غالب اکثریت میں امریکہ اور اس کی ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف شدید ردعمل کا باعث بن رہی ہیں۔

امریکہ کے ان تمام اقدامات کے برعکس اسلام کی دعوت بڑھتی اور ترقی ہی کرتی جا رہی ہے۔ دعوت کے پھیلاؤ کا یہ سلسلہ اب کسی حال میں بھی رک نہیں سکتا۔ امریکہ کی ظالمانہ روش کے خلاف تحریک اسلامی اور ساری امت کی جدوجہد میں دن بدن تیزی ہی آتی جائے گی۔

مسلمانوں کی غالب اکثریت کا ایمان ہے کہ مادی قوت' ایمانی قوت کا کبھی بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ امریکہ اور اس کے حواری خاص طور پر وہ لوگ جنھیں امریکہ نے مسلم ممالک میں اقتدار پر مسلط کیا ہوا ہے' جو کچھ بھی کر لیں ان کی ہر کوشش کا انجام بالآخر ناکامی ہے۔ یہ لوگ اسلامی احکام ومبادی کی تبدیلی میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے دین کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ اس کا فرمان ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ الحجر ۱۵:۹) گذشتہ کئی صدیوں سے قرآنی نصوص اور صحیح احادیث نبویہ سے کھیلنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ ان کوششوں کا انجام ہمیشہ ناکامی کی صورت میں نکلا ہے: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف ۱۲:۲۱) ''اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''۔

○ اگر امریکہ اخوان المسلمون کو بھی دہشت گرد جماعتوں کی فہرست میں شامل کر لے اور آپ کی جماعت سے وہی سلوک شروع کر دے جو وہ مختلف جہادی تنظیموں سے کر رہا ہے

تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا؟

❑ ہم مقابلہ اور جنگ نہیں چاہتے۔ فرمان نبویؐ ہے کہ لا تتمنوا لقاء العدو فاذا لقیتموھم فاثبتوا (دشمن سے مڈبھیڑ کی خواہش نہ کیا کرو لیکن اگر سامنا ہو تو ثابت قدمی دکھاؤ)۔ اللہ پر ہمارا ایمان کبھی متزلزل نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ امریکہ کو چاہیے کہ عدل و انصاف کی روش اختیار کرے اور ملت اسلامیہ سے مکالمے کا آغاز کرے اور اپنی وحشیانہ طاقت کے بل بوتے پر دنیا بھر میں اپنی ظالمانہ پالیسیاں نافذ کرنا چھوڑ دے۔ امریکی قوم کو بھی چاہیے کہ اپنی انتظامیہ کی پالیسیوں پر کڑی نظر رکھے۔ انھی پالیسیوں نے پوری دنیا میں ان کے خلاف نفرت و عداوت کے بیج بوئے ہیں۔

❍ سابقہ ادوار میں کئی بار یہ بات سامنے آئی ہے کہ آپ کی جماعت امریکہ سے روابط بڑھانے پر غور کر رہی ہے تاکہ کچھ عرب تنظیموں کے متبادل کے طور پر اپنے آپ کو پیش کر سکے۔ کیا یہ اطلاعات درست ہیں؟ کیا آپ کے اور امریکی انتظامیہ کے مابین گذشتہ ۳۰ برس میں کوئی رابطہ ہوا ہے؟ کیا واقعی آپ اپنے آپ کو ان عرب تنظیموں کا متبادل سمجھتے ہیں؟

❑ اس سوال کا ہر جز ایک طبقے کی بیمار ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس خبر میں کسی قسم کی کوئی صداقت موجود نہیں ہے۔ ہماری تمام سرگرمیاں معلوم و معروف اور سب لوگوں کی دیکھی بھالی ہیں۔ ہم سب امریکی حملے کی زد میں ہیں اور اس حملے سے بچاؤ کے لیے ہم سب لوگوں کو ایک وسیع تر پلیٹ فارم کی تشکیل کی دعوت دیتے ہیں۔

❍ ایک طرف تو آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ عالمی تحریک ہیں' جب کہ دوسری جانب آپ کا کہنا یہ ہے کہ دیگر ممالک میں موجود اخوان المسلمون کی جماعتوں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دیتے اس طرح آپ کا عالمی جماعت ہونے کا دعویٰ کہاں باقی رہتا ہے؟

❑ اسلام کے ایک آفاقی دعوت ہونے اور آپ کے قول: اھل مکۃ ادریٰ بشعابھا (اہل مکہ ہی مکہ کی گھاٹیوں کو جانتے ہیں)۔ میں تضاد تلاش کرنا کارِلا حاصل ہے۔ ہمارا طریقہ کار' اسلوب تربیت اور عمومی قواعد و ضوابط ہر جگہ ایک ہی ہیں۔ البتہ ان کی عملی تطبیق کا طریقہ ہر ملک کے حالات کی مناسبت سے جدا جدا ہے۔

○ آپ اپنے آپ کو عالمی سطح کی تنظیم تو قرار دیتے ہیں، جب کہ صورت حال یہ نہیں ہے۔ ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ وغیرہ کے استعمال میں آپ بہت پیچھے ہیں؟

❑ اللہ کے فضل سے ہم کسی میدان میں بھی پیچھے رہنے والے نہیں۔ ہمارے پاس قابل اور جدید علوم کے ماہر افراد موجود ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم جن ممالک میں رہ رہے ہیں ان کی حکومتوں نے میڈیا کے آزادانہ استعمال پر کئی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق میڈیا اور انٹرنیٹ کا سب سے زیادہ استعمال اخوان المسلمون سے وابستہ لوگ کرتے ہیں۔

○ آپ کا کیا خیال ہے کہ اخوان المسلمون جن سیاسی اصطلاحات میں بات کرتی ہے وہ موجودہ دور، درپیش مشکلات اور چیلنجوں سے مطابقت رکھتی ہیں؟

❑ ہم ایک نظریاتی جماعت ہیں اور ہمارا نظریہ اسلام ہے۔ اسلام میں کچھ امور تو محکم اور ثابت شدہ ہیں جن میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ یہ امور تمام علماء اور فقہاء کے نزدیک متفقہ ہیں۔ جن امور میں اجتہاد کی گنجایش ہے، یعنی مباحات اور معلوم ہونا چاہیے کہ دین میں ان اجتہادی امور کا میدان بڑا وسیع ہے ان امور کو عصری تقاضوں اور قوموں کے سماجی اور ثقافتی احوال کے مطابق ہونا چاہیے۔ اخوان المسلمون کے موقف کا مطالعہ کرنے والے ہر فرد پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جمود اور ٹھہراؤ ہماری اور تحریک اسلامی کی فطرت کے بالکل خلاف ہے۔ اسی وجہ سے عرب عوام کے اندر سب سے زیادہ پذیرائی اخوان کے موقف کو حاصل ہے۔

○ آپ کا کیا خیال ہے کہ لٹریچر میں موجود ۷۰ سال پرانے اسلوبِ تربیت جماعت کے لیے مطلوبہ افراد کو کامیابی سے تیار کر رہا ہے؟

❑ ہم اپنے اسلوبِ عمل میں مسلسل تبدیلی کرتے رہتے ہیں اور ہر قسم کی تبدیلی کو خوش آمدید بھی کہتے ہیں۔ دراصل یہ جماعت کا اندرونی معاملہ ہے ہوسکتا ہے کہ باہر سے دیکھنے والا تبدیلی کو محسوس نہ کرسکے۔

○ کیا موجودہ دور میں اخوان المسلون کا خلافت راشدہ کے قیام اور احیا کا خواب

غیر حقیقت پسندانہ نہیں ہے؟

❑ (انہ لاییائس من روح اللّٰہ الا القوم الکافرون) ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اس کے ذمے اللہ کے راستے میں سعی و جہد اور اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شریعت کے مطابق اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہم امم اسلامیہ کو ان کی ثقافتوں میں قربت پیدا کر کے ایک دوسرے سے قریب کرتے رہیں گے۔ ان کے درمیان اقتصادی تعلقات کو فروغ دینے اور ان کے سیاسی موقف کو ایک بنانے کے لیے جدوجہد کرتے رہیں گے۔

میرا خیال ہے کہ موتمر عالم اسلامی کی تنظیم کو فعال کرنا بھی اس جانب پیش رفت کا باعث ثابت ہوسکتا ہے۔ سرمایہ کاروں کو باہم اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ دینے پر آمادہ کرنا اور علمائے کرام اور مفکرین کے خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنا، علمی بحث و جستجو اور باہمی مکالمے کے مراکز کا قیام بھی اس سلسلے کی اہم کڑیاں ثابت ہوسکتی ہیں۔

❍ آپ اپنے اوپر عائد ہونے والے ان الزامات کا کیا جواب دیں گے کہ اخوان المسلمون نے دینی جماعت اور سیاسی پارٹی کے کردار کو خلط ملط کر دیا ہے؟

❑ یہ الزام تو گذشتہ ۷۰ برس سے لگایا جاتا رہا ہے اور اس کا جواب تفصیل کے ساتھ بار بار دیا بھی جا چکا ہے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جسے ہر مسلمان اچھی طرح جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس میں عقیدہ بھی ہے اور اخلاق بھی۔ تمام معاملات کی اصل اور بنیاد شریعت میں موجود ہے۔ اس میں ہمارے انفرادی و اجتماعی مسائل کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ حاکم اور محکوم کا تعلق کیسا ہو؟ نظام معیشت و معاشرت اور نظام سیاست کیا ہو؟ دوسرے ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات کس نوعیت کے ہونے چاہییں؟ ان سب سوالوں کا جواب دین میں موجود ہے۔ اسلام دین بھی ہے اور ریاست بھی' قرآن بھی ہے اور تلوار بھی۔ اگر کوئی اسے خلط ملط کرنا سمجھتا ہے تو سمجھے۔ حقیقت یہی ہے کہ آپؐ اسی اسلام کو لے کر تشریف لائے تھے اور اب بھی مومن درحقیقت وہی ہے جو اس اسلام پر اطمینان قلب اور شرح صدر رکھتا ہو۔

○ آخری سوال یہ ہے کہ آپ اپنی دعوتی و سیاسی سرگرمیاں اخوان المسلمون کے نام سے کرنے پر کیوں مصر ہیں؟ ترکی میں موجود اسلامی تحریک کے تجربے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے جنھوں نے قبولیتِ عامہ کے حصول کے لیے کئی بار اپنا نام تبدیل کیا ہے؟

❑ ہم اخوان المسلمون کا نام کیوں نہ اختیار کریں اور اسے تبدیل کرنے کے بارے میں کیوں سوچیں؟ ہمارے نام کو عالمی شہرت حاصل ہے۔ اس کی ایک تاریخ ہے اور ایک روایت۔ دنیا کے کسی کونے میں اخوان المسلمون کا نام لیا جائے تو سامع کے ذہن میں ایک خاص مفہوم ابھرتا ہے۔ دراصل بہت سی حکومتیں ہمیں اپنے موقف سے ہٹانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ نام کی تبدیلی پر اصرار بھی انھی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔

جہاں تک ترکی کا تعلق ہے تو وہاں کے اپنے مخصوص حالات ہیں۔(رسالة الاخوان ۱۳/۱۲/۲۰۰۲ء)